نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

مطلق العنان حکمرانوں کا عدالت عظمیٰ پر کمانڈو ایکشن

اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت عظمیٰ پر ایک غیر مسلم قائم مقام چیف جسٹس کی تقرری

سات سال قبل بدقسمت پاکستان پر ظلم و جبر کی بدترین سیاہ اندھیروں نے موجودہ صورت میں جو قبضہ کیا تھا اس کی ظلمت کی شدت میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک وملت کا کوئی طبقہ ایسا نہیں رہا جو ان کے ظلم وستم کے ''ہنر'' کا شکار نہ ہوا ہو۔ علماء، طلباء، جہادی تنظیموں اور دینی مدارس کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ، منفی اقدامات، اسلام آباد کی مساجد کے انہدام، اسلامی فلاحی اداروں پر پابندی، دینی صحافت اور مذہب سے وابستہ افراد و شخصیات کی نگرانی اور خصوصاً باجوڑ کے شہید طلباء کی شہادت وغیرہ وغیرہ اہم واقعات ہیں۔ الغرض مذہب اور دین سے وابستہ طبقوں کے لئے یہ سات سال قیامت کی سختیوں سے بڑھ کر ثابت ہوئے۔ پھر اس کے بعد قبائلی علاقوں کو تاراج کیا گیا، قوم پرستوں کی بیخ کنی کی گئی، بلوچستان میں ایک بڑے رہنما کو بیدردی اور سفاکی کیساتھ قتل کیا گیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس کو ربڑ کی اسٹیمپ بنایا گیا۔ محسن پاکستان ڈاکٹر قدیر خان کو پابند سلاسل کیا گیا اور اس پر بدترین الزامات عائد کئے گئے۔ ''روشن خیالی'' کے دلدادہ رہنماؤں کے ان ''روشن کارناموں'' کی سیاہ فہرست بڑی طویل ہے۔ ملک وملت کے جسم ان کے نشتروں سے زخمی زخمی ہیں۔ ایسے میں ظالم حکمرانوں نے عدالت عظمیٰ کے چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار محمد چوہدری کی اچانک برطرفی کے غیر آئینی، غیر اخلاقی احکامات جاری کردیئے اور ان کے خلاف نام نہاد صدارتی ریفرنس دائر کیا گیا۔ پھر اس کے بعد جس بھونڈے انداز سے چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف اقدامات اٹھائے گئے اور ان کے عہدے اور شخصیت کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا کہ ماضی میں وحشی اور دشمن حکمرانوں نے بھی قاضی القضاۃ کے عہدے کے ساتھ ایسا نہیں کیا ہوگا۔ نہ معلوم چیف جسٹس آف پاکستان کا آخر کیا قصور تھا؟ جس کی پاداش میں اچانک یہ قابل گردن زدنی قرار دیئے گئے۔ یوں تو موجودہ چیف جسٹس آف پاکستان ابتداء ہی سے اپنے منصفانہ اقدامات کی بناء پر عوام میں پذیرائی حاصل کررہے تھے اور پہلی دفعہ عوام کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ کوئی ایسا ادارہ حقیقت میں معرض وجود میں آچکا ہے جو انصاف کے تقاضے کسی نہ کسی طور پر پاکستانی معاشرے میں پورے کرانے کی کوشش کررہا ہے۔ اسٹیل ملز وغیرہ میں گھپلوں کے فیصلے حکومت اور نااہل حکمرانوں کے منہ پر طمانچہ تو تھے ہی لیکن حکمران بادل ناخواستہ اس کڑوی گولی کو برداشت کرنے پر مجبور تھے کہ اچانک اُن عظیم، نیک، صالح اور دیندار افراد کے اہل خانہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے عدل کے دروازے پر دستک دینے پہنچ گئے۔ جن کے پیاروں کو موجودہ ظالم حکومت نے سالوں سے ان کے گھروں سے اٹھا کر غائب کردیا۔ ان میں درجنوں ایسے افراد بھی ہیں جو فوج میں آن ڈیوٹی آفیسرز ہیں۔ ان کی گمشدگی پر جناب چیف جسٹس آف پاکستان نے انتہائی سخت برہمی کا اظہار کیا اور حکومت اور حکمرانوں سے ان کی

برآمدگی کو یقینی بنانے کیلئے کہا گیا۔ اوران کی برآمدگی پر چیف جسٹس آف پاکستان پوری کوشش کررہے تھے' مجاہدین اسلام کی برآمدگی کا ایشو' حکمرانوں کیلئے سب سے بڑا دھچکا ثابت ہوا۔ کیونکہ باوثوق ذرائع سے یہ تلخ حقیقت آشکارا ہوچکی ہے کہ کچھ ان نیک' صالح افسروں کو شہید کردیا گیا ہے۔ تو اسی بناء پر چیف جسٹس آف پاکستان کو 'روشن خیالی' کے راستہ اور غلامی کی منزل کے حصول میں اہم رکاوٹ سمجھ کر دور کردینے کے ظالمانہ اور غیر آئینی و غیر اختیاری اقدامات اٹھائے گئے جس پر آج پوری پاکستانی قوم سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے۔

وکلاء برادری اور صحافی حضرات کی جدوجہد قابل ستائش ہے۔ جو موجودہ قابض آمروں کے خلاف ایک نئی تاریخ رقم کررہے ہیں' دینی صحافت اس اہم موڑ پر اس جدوجہد میں ان کے شانہ بشانہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف صدارتی ریفرنس کو فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے۔ ورنہ یہ احتجاج ایک بڑی تحریک کی صورت میں ڈھل کر آتش فشاں کی صورت اختیار کرسکتا ہے اور اس میں وہ تمام مظلوم طبقات بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تیاری کررہے ہیں جو وہ سات سال سے ظلم و جبر کی چکی میں دن رات پس رہے ہیں۔ تب ہی یہ بحران ختم ہوگا یا پھر حکمرانوں کو فوری پر استعفیٰ دینا چاہیے تاکہ ملک وملت کے مقدر سے سیاہ رات کے یہ اندھیرے ہمیشہ کیلئے چھٹ جائیں۔

(اس موقع پر ایک اور قابل تشویش پہلو سامنے آرہا ہے کہ حکمران مملکت خداداد پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر ایک غیر مسلم (ہندو بھگوان داس) کی تقرری کا فیصلہ کرچکے ہیں۔ جس کی اسلامی شریعت اور فقہی مسلمات کے روسے میں کوئی گنجائش اور کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ المیہ یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی تشکیل کے وقت اس میں اس کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اگرچہ اس وقت اسکے خلاف قومی اسمبلی میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے ذریعہ اس کے خلاف یہ ترامیم پیش کی تھیں۔ جو اسمبلی کے ریکارڈ پر ترامیم نمبر ۱۴۵۴۔ نمبر ۱۴۶۹۔ نمبر ۱۴۷۷ اور نمبر ۱۵۱۹۔ نمبر ۱۵۲۰ کی شکل میں موجود ہیں۔ جن کا تعلق عدلیہ سے متعلق دفعات ۱۷۵ تا ۲۱۲ سے ہے۔ مگر اس وقت اسمبلی نے ان تمام ترامیم کو مسترد کردیا اور کہا کہ عملاً ایسی صورت پاکستان میں نہیں پید ہوگی۔ لیکن اب روشن خیالی کے دعوئ دار حکمران یہ حرکت دوبارہ دہرارہے ہیں۔ جو دو قومی نظریہ کی نفی اور شریعت اسلامی کا مکمل کھلا مذاق ہے۔ اسلام اور شریعت اس کی قطعی اجازت نہیں دیتے۔ پھر شریعت اپیلیٹ بنچ کے تمام فیصلے بھی چیف جسٹس آف پاکستان کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ جو کم سے کم اسلامیان پاکستان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ ایسے میں موجودہ عدالتی بحران مزید خطرناک صورتحال اختیار کرسکتا ہے۔) دراصل عدالت عظمیٰ کا یہ موجودہ بحران خدائی گرفت کی واضح شکل ہے۔ حکمرانوں اور قوم کو اپنے اپنے اعمال کا احتساب کرنا چاہیے۔ وگرنہ ملک کی اسلامی اور نظریاتی اساس اور سب سے بڑھ کر اس کا وجود شدید خطرات سے دوچار ہوسکتا ہے۔ سوال جناب بھگوان داس یا کسی شخص کا نہیں۔ بھگوان داس صاحب کی قابلیت' دیانت اور کردار سے کسی کو اختلاف نہ بھی ہو مگر آئین گنجائش کے باوجود کسی مسئلہ میں شرعی حکم بیان کرنے سے سکوت کی کوئی گنجائش نہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اس وقت پورے پاکستان میں کسی طبقہ علماء اور دینی حلقوں سے کوئی آواز نہیں اٹھی اور صرف حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس مہر سکوت کو توڑنے کا شرف حاصل ہوا اور شرعی صورتحال سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر آواز اٹھائی۔ (بیان شریک اشاعت ہے) جس سے پورا پاکستان اور دنیا گونج اٹھی۔ الحمدللہ کہ مسئلے کی شرعی حیثیت سامنے آگئی۔